البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ المائدہ

(۱۷)

(گذشتہ سے پیوستہ)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ: يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ، اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ، وَمَاْوٰىهُ النَّارُ، وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا: اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ، وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ

اُن لوگوں نے بھی یقیناً کفر کیا ہے جنھوں نے کہا کہ خدا تو یہی مسیح ابن مریم ہے،[۱۷۳] دراں حالیکہ مسیح نے تو کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل، اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی۔ (اُنھیں معلوم ہونا چاہیے کہ) جو اللہ کے شریک ٹھیرائے گا، اُس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا (وہاں) کوئی مددگار نہ ہوگا۔ یہی کفر اُن لوگوں نے کیا ہے جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے،[۱۷۴] دراں حالیکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ یہ اپنی باتوں سے باز نہ آئے تو

---

[۱۷۳] یعنی مسیح ابن مریم خدا سے الگ کوئی شخصیت نہیں، بلکہ خدا ہی کا جسدی ظہور ہیں۔ صوفیانہ مذاہب میں یہی بات پوری کائنات کے بارے میں کہی جاتی ہے۔ قرآن نے واضح کر دیا ہے کہ یہ صریح کفر ہے۔ اِس کی تعبیر جس طریقے سے بھی کی جائے، اُسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰهِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَهٗ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ، قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ، وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ، کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ، اُنْظُرْ کَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ

اِن میں سے جو (پیغمبر کی طرف سے اتمام حجت کے بعد بھی) اپنے کفر پر قائم رہیں گے، اُنھیں ایک دردناک عذاب آ پکڑے گا۔[۱۷۵] کیا یہ اللہ کی طرف رجوع نہ کریں گے اور اُس سے معافی نہ مانگیں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ مغفرت فرمانے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔ مسیح ابن مریم ایک رسول ہی تھے۔ اُن سے پہلے بھی بہت سے رسول گزرے ہیں اور اُن کی ماں (خدا کی) ایک صداقت شعار بندی تھی، وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔[۱۷۶] دیکھو، ہم اپنی آیتیں اِن کے سامنے کس طرح کھول کر بیان کر

---

[۱۷۴] یہ ایک دوسری تعبیر ہے جس کے مطابق باپ، بیٹا اور روح القدس، تینوں اقنوم الگ الگ بھی خدا ہیں اور تینوں مل کر بھی خدا ہیں۔ قرآن نے اِس پر تنقید کے لیے یہ اسلوب اِس لیے اختیار کیا ہے کہ اِس کا گھنونا پن پوری طرح واضح ہو جائے۔ مدعا یہ ہے کہ عالم کا پروردگار تو وحدہ لاشریک خدا ہے۔ یہ اِن کی سفاہت ہے کہ اِنھوں نے اُس کی خدائی کو تین میں تقسیم کر کے اُسے تین میں سے تیسرے کا درجہ دے دیا ہے۔

[۱۷۵] یہ اُس عذاب کی وعید ہے جو رسولوں کی طرف سے اتمام حجت کے بعد اُن کے منکرین پر لازماً آ جاتا ہے۔

[۱۷۶] یعنی مسیح علیہ السلام اور اُن کی ماں خدا کس طرح ہو سکتے ہیں، جب کہ زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے وہ اُسی طرح کھانے اور پینے کے محتاج تھے، جس طرح ہر انسان اِن کا محتاج ہوتا ہے۔ اہل کتاب کے ہاں یہ ایک مسلم دلیل بشریت ہے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ اُن کے شاگرد جب اُنھیں ایک روح سمجھ کر اُن سے ڈرے تو اُنھوں نے بھنی ہوئی مچھلی کا ایک قتلہ کھا کر اُنھیں اطمینان دلایا کہ وہ روح نہیں، بلکہ آدمی ہیں۔ لوقا میں ہے:

> ”وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ یسوع آپ اُن کے بیچ میں آ کھڑا ہوا اور اُن سے کہا: تمھاری سلامتی ہو، مگر اُنھوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ اُس نے اُن سے کہا: تم کیوں گھبراتے ہو اور کس واسطے تمھارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو، کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی، جیسا مجھ میں دیکھتے ہو اور یہ کہہ کر اُس نے اُنھیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے خوشی کے اُن کو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اُس نے اُن سے کہا: کیا یہاں تمھارے پاس کچھ کھانے کو

انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ: اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا
وَّلَا نَفْعًا، وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ: يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ
دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا
وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾

رہے ہیں۔ پھر دیکھو کہ یہ کس طرح الٹے پھرے جاتے ہیں۔ اِن سے کہو، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اُن کی بندگی کرتے ہو جو تمھارے لیے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟ دراں حالیکہ اللہ ہی سمیع و علیم ہے۔[۱۷۷] کہہ دو، اے اہل کتاب، اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو[۱۷۸] اور اُن لوگوں کے بدعات[۱۷۹] کی پیروی نہ کرو جو پہلے ہی گمراہ ہو چکے تھے اور جنھوں نے بہتوں کو گمراہ کیا اور جو سیدھی راہ سے بھٹک گئے۔[۱۸۰] ۷۵-۷۷

ہے؟ اُنھوں نے اُسے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا۔ اُس نے لے کر اُن کے روبرو کھایا۔'' (۲۴: ۳۶-۴۳)

[۱۷۷] یعنی سمیع و علیم ہے، اِس لیے حقیقی معنوں میں وہی نافع و ضار بھی ہے، لیکن تعجب ہے کہ اُس کو چھوڑ کر تم ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہو جو نہ سنتی ہیں، نہ جانتی ہیں اور نہ کسی کو کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتی ہیں۔

[۱۷۸] اِس میں روے سخن نصاریٰ کی طرف ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ''...جس طرح یہود کی عام بیماری دین کے معاملے میں تفریط کی رہی ہے، اِسی طرح نصاریٰ کی عام بیماری افراط اور غلو کی رہی ہے، اور یہ افراط و تفریط، دونوں ہی چیزیں دین کو برباد کرنے والی ہیں۔ اِسی غلو کا کرشمہ ہے کہ نصاریٰ نے حضرت مسیح کو رسول سے خدا بنا ڈالا، پھر اُن کی ماں اور روح القدس کو بھی خدائی میں شریک کر دیا۔ رہبانیت کا نظام جو اُنھوں نے کھڑا کیا، اُس کے متعلق بھی قرآن نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ اُن کے غلو ہی کا کرشمہ ہے۔''

(تدبر قرآن ۲/ ۵۶۹)

[۱۷۹] اصل میں لفظ 'اَهْوَآء' آیا ہے۔ اِس کے معنی خواہشات کے ہیں، لیکن اِس سے مراد یہاں اِن کا نتیجہ ہے۔ ہم نے ترجمہ اِسی کے لحاظ سے کیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ بدعات تمام تر خواہشات سے پیدا ہوتی ہیں۔ قرآن نے یہ لفظ استعمال کر کے اِن کے اصل ماخذ کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

[۱۸۰] یہ پال (Paul) اور اُس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ ہے جنھوں نے سیدنا مسیح علیہ السلام کی تعلیمات کو مسخ کر کے اُن فلسفیانہ ضلالتوں کی ایک شاخ بنا دیا جن میں وہ پہلے سے مبتلا تھے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ، ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ، لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، وَفِي الْعَذَابِ هُمْ

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے (اِس سے پہلے) کفر کیا، اُن پر داؤد کی زبان سے اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی[۱۸۱]، اِس لیے کہ اُنھوں نے (خدا کی) نافرمانی کی اور (بندوں کے معاملے میں بھی) وہ (خدا کے مقرر کردہ) حدود سے آگے بڑھ جایا کرتے تھے۔ وہ جن برائیوں کا ارتکاب کرتے، اُن سے ایک دوسرے کو نہیں روکتے تھے۔ نہایت بُرا طرز عمل تھا جو اُنھوں نے اختیار کر لیا تھا۔ (اِس وقت بھی) تم اُن میں بکثرت لوگوں کو دیکھتے ہو کہ وہ منکروں[۱۸۲] کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ نہایت بُرا سامان ہے جو اُنھوں نے آگے کے لیے تیار کر کے بھیجا ہے۔ یہی کہ اُن پر خدا کا غضب ہوا اور وہ ہمیشہ

”...نصرانیت میں داخل ہونے سے قبل وہ جن گمراہیوں میں مبتلا رہے تھے، اُنھی گمراہیوں پر اُنھوں نے نصرانیت کا ملمع چڑھانے کی کوشش کی اور اس طرح وہ خود بھی شاہراہ حق سے بھٹکے اور دوسروں کو بھی اُنھوں نے گمراہ کیا۔ اِس اسلوب بیان میں درپردہ نصاریٰ کے لیے یہ تلقین ہے کہ آج جس چیز کو تم نصرانیت سمجھ رہے ہو، یہ تمھارے اپنے گھر کی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ تمام تر بت پرست قوموں سے برآمد کردہ چیز ہے جو تم پر لاد دی گئی ہے۔“

(تدبر قرآن ۲/ ۵۶۹)

[۱۸۱] سیدنا داؤد سے بنی اسرائیل کی سیاسی عظمت کی ابتدا ہوئی اور سیدنا مسیح علیہ السلام اُن کے آخری پیغمبر ہیں۔ اِن دونوں کے ذکر سے قرآن نے اشارہ کر دیا ہے کہ ابتدا سے انتہا تک اُن کے تمام پیغمبر اُن کی سرکشی کے باعث اُن پر لعنت کرتے رہے ہیں۔ انبیا علیہم السلام کے جو صحیفے بائیبل کے مجموعے میں شامل ہیں، اُن سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ خاص مسیح و داؤد کی جس لعنت کا یہاں حوالہ دیا گیا ہے، اُس کے لیے ملاحظہ ہو: زبور باب ۱۲: ۱-۳، باب ۲۸: ۳-۶، باب ۴۰: ۱۰-۱۷، باب ۶۸: ۱-۴، باب ۱۰۹، باب ۱۴۰: ۶-۱۱، باب ۵۹۔ متی باب ۲۳: ۱۴-۳۹۔

[۱۸۲] یعنی مشرکین مکہ جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اتمام حجت کے باوجود آپ کو ماننے

خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ، وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا، وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا: اِنَّا نَصٰرٰى. ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا، وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ

عذاب میں رہنے والے ہیں[۱۸۳]۔ اگر یہ فی الواقع اللہ اور اُس کے پیغمبر اور اُس چیز کے ماننے والے ہوتے جو پیغمبر پر نازل ہوئی[۱۸۴] تو کبھی اِن (منکروں) کو اپنا دوست نہ بناتے، مگر اِن میں سے زیادہ تر نافرمان ہو چکے ہیں۔ ۷۸-۸۱

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی دشمنی میں تم سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے[۱۸۵] اور مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب اُن لوگوں کو پاؤ گے جنھوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں[۱۸۶]۔ یہ اِس لیے کہ اُن کے اندر علما اور راہب ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے اور جب اُس چیز کو سنتے ہیں جو خدا کے

سے انکار کر دیا۔

[۱۸۳] یہ عمل کے بجاے اُس کا نتیجہ سامنے رکھ دیا ہے کہ وہ اپنے کرتوتوں کا انجام دیکھ لیں۔

[۱۸۴] یعنی موسیٰ علیہ السلام اور تورات جو اُن پر نازل ہوئی اور جس پر یہود ایمان کا دعویٰ کرتے تھے۔

[۱۸۵] اوپر فرمایا تھا کہ تم اُن میں بکثرت لوگوں کو دیکھتے ہو کہ وہ منکروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ یہ اُس کی تصریح مزید ہے کہ مسلمانوں کی دشمنی میں وہ بالکل مشرکین سے ہم آہنگ ہو چکے ہیں اور اِس طرح ایمان و اخلاق کے لحاظ سے اِس پستی میں گر چکے ہیں کہ حامل کتاب ہو کر بت پرستوں سے دوستی کی پینگیں بڑھا رہے ہیں۔

[۱۸۶] اِس سے واضح ہے کہ اِس سے مراد عام مسیحی نہیں ہیں جنھوں نے پال کی ایجاد کردہ مسیحیت کو اپنے مذہب کے طور پر اختیار کر رکھا ہے، بلکہ مسیح علیہ السلام کے خلیفۂ راشد شمعون صفا کے پیرو ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ بعثت میں بڑی حد تک سیدنا مسیح کی اصل تعلیمات پر قائم تھے۔ قرآن نے اِسی بنا پر اِن کی نسبت فرمایا ہے کہ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا: اِنَّا نَصٰرٰى (جنھوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں)، جبکہ پال اور اُس کے پیرو نصاریٰ کے لفظ کو حقیر

تَرٰٓی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ، یَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، خٰلِدِیْنَ فِیْهَا، وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ﴿۸۶﴾

رسول پر اتری ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق کو پہچان لینے کے باعث اُن کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے ہیں[۱۸۷]۔ وہ پکار اُٹھتے ہیں کہ پروردگار، ہم نے مان لیا، سو ہمارا نام تو (اِس کی) گواہی دینے والوں میں لکھ لے[۱۸۸]۔ اور ہم اللہ کو اور اُس حق کو کیوں نہ مانیں جو ہمارے پاس آ گیا ہے، جب کہ ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمیں صالحین میں شامل کرے گا[۱۸۹]۔ سو اللہ کا فیصلہ ہے کہ اُن کی اِس بات کے صلے میں اُن کو ایسے باغ عطا فرمائے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اُن لوگوں کی جزا ہے جو خوبی کا رویہ اختیار کرنے والے ہوں۔ رہے وہ جو منکر ہوئے اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلا دیا ہے تو وہی دوزخ کے لوگ ہیں۔ ۸۲-۸۶

خیال کرتے اور اپنا تعارف مسیحی کے نام سے کرانا پسند کرتے تھے۔

[۱۸۷] سیدنا مسیح کے اِن سچے پیرووں نے قرآن کا استقبال جس والہانہ انداز سے کیا، یہ اُس کی تصویر ہے۔

[۱۸۸] یعنی اِس بات کی گواہی کہ یہی وہ کتاب ہے جس کے آنے کی پیشین گوئی ہمارے صحیفوں میں کی گئی تھی۔

[۱۸۹] یہ قرآن کی تصدیق اور اُس پر ایمان لانے کے لیے اُن کے اقدام کی دلیل ہے۔ اِس کے ساتھ، اگر غور کیجیے تو یہ یہود و نصاریٰ کے اُن لوگوں پر ایک لطیف تعریض بھی ہے جو پیغمبر کی گواہی چھپا کر بیٹھے تھے اور اِس کے باوجود خدا کے حضور میں سرفرازی کی توقع رکھتے تھے۔

[باقی]